سورۂ محمد

مدنی ہے۔ اسکے حروف (۲۳۴۹) کلمے (۵۴۰) آیات (۳۸) ہیں

اِسکا نام سورۂ قتال بھی ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑا رحم والا ہے

اَلَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَضَلَّ اَعْمَالَھُمْ۝ جن لوگوں نے کفر کیا اور
اللہ کی راہ سے روکا اللہ نے ان کے عمل ضائع کردے۔ اس سورہ میں سب سے پہلے
کافروں کی خرابی بیان فرمائی اب مومنوں کا حال فرماتا ہے کہ جو لوگ رسالت مآب صلی اللہ
علیہ وسلم پر ایمان رکھتے ہیں اُن سے اگر بمقتضائے بشریت کوئی قصور ہو بھی جائے تو وہ مٹا دیا جائیگا
جسطرح ارشاد ہے۔ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّھُوَ الْحَقُّ

صَدُّوْا۔ صدو صدود۔ باز گردانیدن و باز گشتن (کنز) صد لازمی و متعدی آتا ہے اور یہاں دونوں معنی بن سکتے
ہیں۔ اَضَلَّ۔ اضلال۔ باطل کردن و ضایع کردن (کنز) [1] (نیشاپوری) [2] ابو السعود رح نے کہا کہ
کافر لوگ اگر مہمانوں کی ضیافت کریں یا قرابتیوں کے ساتھ نیکی کریں یا محتاجوں کے ساتھ سلوک کریں تو ایسی
باتوں کا کوئی اثر باقی نہیں رکھا جاتا۔ کیونکہ انمیں ایمان کا لگاؤ نہیں ہے۔ عَلٰی مُحَمَّدٍ۔ یہ عطف خاص علی العام ہے۔
اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ بعد بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر ایمان لانا ضروری ہے (ابن کثیر)
وھو الحق من ربہم۔ جملہ معترضہ ہے (ابن کثیر) خبر بعد خبر ہے گویا یوں کہا کہ وھو الحق وھو من ربہم (کبیر)۔

مِنْ رَّبِّهِمْ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ ۝ اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے

نیک کام (بھی) کئے اور جو محمد پر اتارا گیا (یعنے قرآن) اس پر ایمان (بھی) لائے اور

وہ ان کے پروردگار کے پاس سے برحق ہے۔ اللہ ان کے گناہ مٹا دیگا اور انکا کام بنا دیگا

یعنے ہم نے کافروں کے عمل باطل کر دئے اور نیکوں کے گناہوں سے درگذر کیا کیونکہ کافر

حق کو چھوڑ باطل کی پیروی کرتے ہیں اور مومن حق کے متبع ہیں جسطرح فرماتا ہے۔ ذٰلِكَ

47-3 بِاَنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ وَاَنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّبَعُوا الْحَقَّ مِنْ رَّبِّهِمْ كَذٰلِكَ یَضْرِبُ

اللّٰهُ لِلنَّاسِ اَمْثَالَهُمْ ۝ یہ اس لئے کہ جو کافر ہیں وہ بیشک باطل کی پیروی کرتے ہیں اور

بیشک جو مومن ہیں وہ حق کی پیروی کرتے ہیں جو انکے رب کیطرف سے (نازل ہوا) ہے اسیطرح اللہ لوگوں کے لئے انکی مثالیں

بیان فرماتا ہے۔ کافروں کے عمل باطل اور انسان کی حرمت و تعظیم اس کے عمل کے اعتبار

47-4 سے ہے اس لئے اسطرح فرماتا ہے۔ فَاِذَا لَقِیْتُمُ الَّذِیْنَ كَفَرُوا فَضَرْبَ الرِّقَابِ ؕ حَتّٰۤى اِذَاۤ

اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ ۙ فَاِمَّا مَنًّۢا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا ۚ ذٰلِكَ

بالھم۔ ابن عباس نے فرمایا امر۔ مجاہد نے کہا شان۔ قتادہ و ابن زید نے کہا حال۔ سب کے معنی قریب قریب ہیں۔ حدیث میں آیا ہے کہ چھینکنے والا الحمد للہ کہے اسکے جواب میں یرحمک اللہ کہا جائے۔ پھر چھینکنے والا یھدیکم اللہ و یصلح بالکم کہے۔ (ابن کثیر) البال۔ الحال (قاموس) لقیتم۔ لقاء۔ دیدن ورسیدن و پیش آمدن و کارزار کردن (کنز) فضرب الرقاب۔ اصل میں فاضربوا الرقاب ضربا ہے تاکید کیلئے مختصر کیا گیا کیونکہ مصدر منصوب فعل پر دال ہے (نیشاپوری) اثخنتموھم ای غلبتموھم و کثر فیھم الجراح (قاموس) یقال اثخن

الشیء ... [illegible]

قٰتَلُوا نافع۔ مکی ابن عامر شعبہ حمزہ کسائی باب مفاعلہ سے بصیغہ معروف

وَلَوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ وَلٰكِنْ لِّيَبْلُوَا بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ ۗ وَالَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

فَلَنْ يُّضِلَّ اَعْمَالَهُمْ ۝ سَيَهْدِيْهِمْ وَيُصْلِحُ بَالَهُمْ ۝ وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ ۝

تو جب تم کافروں سے مقابل ہو تو انکی گردنیں مارنی (شروع کردو) یہانتک کہ جب تم

ان پر غالب ہو جاؤ تو (انہیں) مضبوط قید کرو پھر (اس کے) بعد یا احسان کرو اور یا فدیہ

(بقیہ صفحہ گزشتہ) الوثاق۔ اوثقہ شد دثاقہ والوثاق والوِثاق اسمان لما یوثق بہ الشیٔ (مفردات) وثاق بالکسر والفتح بند (صراح) فاما منا بعد واما فداء۔ اصل میں فاما تمنون منا واما تفدون فداء ہے یعنے یہ مفعول مطلق فعل مقدر کے ہیں۔ امام شافعیؒ کے پاس امام کو اختیار ہے کہ چار کاموں میں سے کوئی ایک کام کرے (۱) قتل (۲) غلام بنانا (۳) احسان یعنے بغیر عوض کے چھوڑ دینا (۴) فدیہ یعنے مسلمان قیدیوں کے بدلہ میں چھوڑ دینا یا مال لیکر چھوڑنا (نیشاپوری) عوفی نے ابن عباس سے روایت کی کہ یہ آیت اللہ کے قول۔ فاذا انسلخ الاشہر الحرم فاقتلوا المشرکین سے منسوخ ہے۔ قتادہ و ضحاک و سدی وغیرہم نے بھی ایسا ہی کہا اور دوسرے اکثر لوگوں نے کہا کہ وہ منسوخ نہیں ہے (ابن کثیر) تضع الحرب۔ قتادہ نے کہا کہ یہانتک کہ شرک باقی نہ رہے (ابن کثیر) اوزارھا۔ واحدھا وزر۔ اَثقالہا من السلاح (مفردات) وزر گناہ و سلاح (کنز)

والذین قتلوا الخ۔ شہید کو اللہ کے ہاں سے چھ باتیں عنایت ہوتی ہیں۔ یعنے جب خون کا پہلا قطرہ گرتا ہے تو وہ بخشدیا جاتا ہے جنت میں اسکا ٹھکانا دکھا دیا جاتا ہے اور اسکا حورعین سے بیاہ کر دیا جاتا ہے۔ اور اس کے سر پر بزرگی کا تاج رکھا جائیگا جو موتی و یاقوت سے جڑا ہوگا اور وہ حلہ یا ان سے آراستہ کر دیا جاتا ہے اسکا ایک یاقوت دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا اور وہ عذاب قبر سے نجات پاتا ہے اور فزع اکبر سے مامون رہتا ہے بہتر حوریں اسکو عطا ہونگی۔ اور اسکی قرابت کے بہتر آدمیوں کیلئے اسکی شفاعت مقبول ہوگی (ابن کثیر از ابن جریر) ترمذی و ابن ماجہ نے بھی اس حدیث کی تخریج کی ہے (ابن کثیر) امام احمدؒ سے بھی یہ حدیث مروی ہے اور حدیث عبداللہ بن عمر اور حدیث ابو قتادہ میں مذکور ہے کہ ہر چیز بخشی جاتی ہے سوائے قرضہ کے (مسلم) عرفہا لھم۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

(left margin) انّ الشہیدَ من اشتغل بنفسہ و اقبل علی اللہ

یہانتک کہ لڑائی (کا گروہ) اپنے ہتیار رکھدے۔ یہ (حکم ہی) اور اگر اللہ چاہتا تو بے شک

اُن سے (خود) بدلہ لیتا ولیکن (وہ قتال کا حکم اس لئے دیتا ہے کہ) تم میں ایک کو

دوسرے سے آزمائے۔ اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے تو اللہ ان کے اعمال ہرگز

ضائع نہیں کریگا عنقریب انھیں مقصود کو پہونچا دیگا اور انکا کام بنا دیگا۔ اور انھیں

جنت میں داخل کر دیگا جسکا حال انھیں بتا دیا ہے۔ جب کافروں سے جہاد و قتال کریگا

اخروی ثواب بیان فرماچکا تو اب دنیا میں بھی نصرت کا وعدہ فرماتا ہے۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا

اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ۝ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَتَعْسًا لَّهُمْ وَاَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ

اے ایمان والو! اگر تم اللہ کی مدد کروگے تو وہ تمھاری مدد کریگا اور تمھارے قدم جما دیگا۔

اور جن لوگوں نے کفر کیا تو ان کے لئے ہلاکی ہو۔ اور اللہ ان کے عمل ضایع کر دیگا۔ جزا جنس

(بقیہ صفحہ گذشتہ) فرمایا کہ جب مومن آگ سے رہائی پائیں گے تو ایک پل پر روکے جائیں گے جو جنت اور دوزخ کے بیچمیں ہے۔ تاکہ دنیا میں جو مظلمہ ایک دوسرے کے درمیان تھے انکا مطالبہ کیا جائے یہانتک کہ جب وہ پاک و صاف ہو جائیں گے تو انھیں جنت میں داخل ہونے کی اجازت دیجائے گی۔ اس ذات کی قسم جسکے ہاتھ میں میری جان ہے بیشک انمیں کا ایک ایک شخص جنت میں اپنی منزل کی طرف اس منزل سے زیادہ راہ پایگا جو اسکیلئے دنیا میں تھی (ابن کثیر از بخاری) قیل بان وصفہا لہم وشوقہم الیہا وہداہم (مفردات) تعریف شناسائیدن (کنز) لے (ابن کثیر) لے خبر محذوف (جلالین) سے بیضاوی لے ہدایت کے دو معنے ہیں ایک راہ دکھانا دوسرے مقصود تک پہونچا دینا۔ یہاں ہم نے دوسرے معنے لئے ہیں۔ فتعسا۔ التعس الہلاک (مختار) تعسالہ ای الزمہ اللہ تعالیٰ ہلاکا۔ وفی الآیۃ یجوز ان یکون نصبا علی معنی تعسہم اللہ قالہ ابو اسحق (تاج العروس) تعسالہ۔ ہلاکی باد اورا (صراح) شہ اللہ کی مدد سے مراد اسکے دین و رسول کی مدد (بیضاوی)

عمل سے ہوتی ہے۔ تم مدد کرو گے تو اللہ تعالےٰ بھی تمہاری مدد کریگا اور تمہیں شریعت پر ثابت قدم رکھیگا
یا جادۂ شریعت پر قایم رکھیگا یا راہ طریقت کی سیر کرو تو نفس کے شر سے بچائیگا اور اسرار
ربوبیت دکہلا کر تمہیں مقام عبودیت میں قایم رکھیگا اور کافروں کا حال اسکے برعکس ہوگا
کہ ان کے عمل ضائع ہو جائیں گے اور یہ سب انھیں کی کرنی ہے جیسا کہ ارشاد ہے۔ ذٰلِكَ
بِاَنَّهُمْ كَرِهُوْا مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ۝ یہ اس سبب سے کہ انھوں نے اسے ناپسند
کیا جو اللہ نے نازل فرمایا پھر اللہ نے ان کے اعمال اکارت کر دئیے پھر اگلے کافروں کی
ہلاکت کا ذکر کر کے اسطرح عبرت دلاتا ہے۔ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ
عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ دَمَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَلِلْكٰفِرِيْنَ اَمْثَالُهَا۝ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ۝ پس کیا انھوں نے زمین میں سیر نہیں کی

فاحبط۔ احباط۔ باطل کردن (کنز) دمّر۔ تدمیر۔ ہلاک کردن (کنز) امثالها۔ جمع مبالغہ اور زیادہ تہدید کے لئے فرمایا۔ یعنے ہر ایک کو مثل عذاب سابقین ہو۔ (خفاجی) اگر امثالها سے دنیوی عذاب مقصود ہو تو اسوقت کافروں سے مراد کفار قریش ہونگے۔ اور اگر اخروی عذاب مراد ہو تو کافروں سے وہی کافر مراد ہوں گے جو دنیا میں ہلاک ہوئے۔ (کبیر) ذٰلك۔ یعنے مومنوں کی مدد اور کافروں کا برا انجام (مدارک) مولٰی۔ ناصر (فتح) مولی۔ یاری دہندہ و دوست (کنز) اللہ کے اس قول لاموليٰ لهم اور ردوا الی اللّٰہ مولاهم الحق میں کوئی منافات ومخالفت نہیں ہے اس لئے کہ مولی کے معنی سید و رب و ناصر کے آتے ہیں جس جگہ اللہ نے مولے کی نفی کی اس سے مراد یہ ہے کہ انکا کوئی مددگار نہیں۔ اور جہاں مولی کا اثبات کیا اس سے مراد مالک و رب ہے (کبیر) غزوۂ احد میں مشرکین کے سردار ابو سفیان بن حرب نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کے متعلق پوچھنا شروع کیا کہ یہ لوگ زندہ ہیں یا نہیں جب اپنا سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے آنکو کوئی جواب نہیں دیا گیا جب اس نے

تاکہ دیکھیں کہ جو ان سے پہلے تھے انکا انجام کیا ہوا۔ اللہ نے انھیں ہلاک کر دیا۔ اور کافروں کیلئے اسی طرح کی سزائیں (مقرر) ہیں۔ یہ اس لئے کہ ایمان والوں کا مددگار اللہ ہے۔ اور اس سبب سے کہ کافروں کا کوئی مددگار نہیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے مومنوں اور کافروں کی دنیوی حالت کا ذکر کیا تو اب ان کے آخرت کا حال بیان فرماتا ہے جس طرح ارشاد ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَتَمَتَّعُوْنَ وَيَاْكُلُوْنَ كَمَا تَاْكُلُ الْاَنْعَامُ وَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ۝

بیشک اللہ انھیں جو ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام (بھی) کئے ایسی جنتوں میں داخل فرمائیگا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ اور کافر (دنیا میں) فائدہ اٹھا رہے ہیں اور جس طرح چوپائے کھاتے ہیں کھا رہے

(بقیہ صفحہ گزشتہ) جواب نہ پایا تو کہنے لگا کہ یہ لوگ مارے گئے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو تاب نہ رہی فرمایا ای دشمن خدا تو جھوٹا ہے اللہ تعالیٰ نے تیرے غمگین ہونے کے لئے انھیں باقی رکھا ہے تو نے جن جن کے نام لئے وہ سب زندہ ہیں" صخر نے اس کے جواب میں کچھ کہا اور پھر رجز پڑھتا ہوا اپنے بت کا نام لیکر کہنے لگا اُعْلُ هُبَلُ اُعْلُ هُبَلُ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسکو جواب نہیں دیتے ہو؟ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کیا کہیں؟ فرمایا بولو "اَللّٰهُ اَعْلٰى وَاَجَلُّ" پھر صخر نے کہا "لَنَا الْعُزّٰى وَلَا عُزّٰى لَكُمْ" تو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے سے جواب دیا گیا "اَللّٰهُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلٰى لَكُمْ" (ابن کثیر) ملخصاً تفسیر مظہری ۱۰ مثالہا کی ضمیر کا مرجع [illegible] جو [illegible] اسپر دال ہے (تفسیر مظہری) یتمتعون۔ تمتع۔ برخورداری اٹھانا (کنز) مثوی۔ الثواء الاقامۃ مع الاستقرار یقال ثوی یثوی ثواء (مفردات) مثوی۔ مقامی کہ در وے درنگ کنند (کنز) [illegible] حدیث صحیح میں ہے کہ مومن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر سات آنتوں میں

[illegible]

اور انکا ٹھکانا آگ ہے۔ چونکہ ہم فرما چکے ہیں کہ کافروں کو سزا دینے کے لئے قیامت ہی کی خصوصیت

نہیں ہم انھیں دنیا میں بھی سزا دے سکتے ہیں اور ان سے پہلے بہت سوں پر ہمارا قہر نازل

۱۳ ہو چکا ہے جسطرح ارشاد ہے۔ وَكَأَيِّن مِّن قَرْيَةٍ هِيَ أَشَدُّ قُوَّةً مِّن قَرْيَتِكَ الَّتِي أَخْرَجَتْكَ

أَهْلَكْنَاهُمْ فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ ○ اور (ایسی) بہت سی بستیاں جو تمھاری اس بستی سے جس

(کے لوگوں) نے تمھیں نکالا۔ قوت میں بہت زیادہ تھیں۔ ہم نے انھیں ہلاک کر دیا تو

انکا کوئی بھی مددگار نہ ہوا۔ جب نیک لوگوں کے ساتھ وہ سلوک اور بد لوگوں کے ساتھ

یہ معاملہ ہو تو پھر بھلا دونوں کسطرح برابر ہو سکتے ہیں؟ اہل حق اور گروہ شیطان میں

۱۴ بہت بڑا فرق ہے جس طرح ارشاد ہے۔ أَفَمَن كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّهِ كَمَن زُيِّنَ لَهُ سُوءُ

(بقیہ صفحہ گذشتہ) اپنا تمام وقت اور تمام کوششیں کھانے پینے ہی کے لئے صرف کرتے اور دن رات اسی فکر میں رہتے ہیں اور جب زیادہ انہماک ہو جاتا ہے تو پھر حرام حلال کا فرق بھی باقی نہیں رہتا۔ رشوت بیاج غصب ظلم غرض جسطرح ہو سکتا ہے روپیہ کماتے اور خورد و نوش میں صرف کرتے ہیں۔ ؎

خوردن برائے زیستن و ذکر کردن است	تو معتقد کہ زیستن از بہر خوردن است

ان لوگوں کو ذرا سوچنا اور اس آیت کے آخری الفاظ "انکا ٹھکانا آگ ہے" کو مد نظر رکھنا چاہئے۔ کہیں خدانخواستہ ایسا نہ ہو کہ آج کی عارضی راحت کل کی دوامی تکلیف کا مقدمہ بنے۔ اس فانی عیش کے سبب ابدی آرام سے محروم رہنا پڑے۔ ایسے کھانے پینے سے تو بھوکا رہنا اچھا ہے۔ مولانا جامیؒ نے کیا خوب کہا ؎

جوع اشد غذائے اہل صفا ٭ محنت ابتلائے اہل ہوا ٭ جوع تنویر خانۂ دل تست ٭ اکل تعمیر خانۂ گل تست ٭ خانۂ دل کز آتشی بے نور ٭ خانۂ گل چہ سود کش معمور ٭ کہ ہر کیہ کاف او راست ہے معنی کم الخبرۃ۔

اخرجتک۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے غار کی طرف نکل گئے اور وہاں پہونچکر اسے مڑ کر دیکھا

عَمَلِهٖ وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ ۝ پھر کیا جو شخص اپنے رب کی طرف سے روشن طریقہ پر ہو

مثل اس کے ہے جسے اسکی بدکاری بھلی کر دکھائی گئی ہو۔ اور انھوں نے اپنے نفسانی

خواہشوں کی پیروی کی۔ چونکہ دونوں گروہوں میں فرق ظاہر ہے۔ اسی لئے انکی

جزا میں بھی فرق ہے جس طرح بیان فرماتا ہے۔ مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ

فِيْهَآ اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّآءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهٗ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ

لِّلشّٰرِبِيْنَ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى ؕ وَلَهُمْ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَمَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ ؕ

كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِي النَّارِ وَسُقُوْا مَآءً حَمِيْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَآءَهُمْ ۝ جس جنت کا وعدہ

پرہیزگاروں سے کیا گیا ہے اسکی صفت (یہ ہے کہ) اسمیں ایسے پانی کی نہریں ہیں

(بقیہ صفحہ گذشتہ) اور فرمایا کہ تو اللہ کا محبوب شہر ہے اور میرا بھی۔ اگر مشرک لوگ مجھے نہ نکالتے تو میں تجھے چھوڑ کر نہ نکلتا (ابن کثیر از ابن ابی حاتم) بینة۔ هي الدلالة الواضحة۔ عقلية كانت او محسوسة (مفردات) بینہ۔ گواہ روشن حجت آشکار (کنز) ابو عثمان نے فرمایا کہ بینہ وہ نور ہے جس سے آدمی الہام و وسوسے میں فرق کرتا ہے (عرائس) مثل الجنة۔ عکرمہ نے کہا کہ اسکی صفت (ابن کثیر) اٰسن۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما و حسن و قتادہ نے کہا کہ غیر متغیر یعنی اسمیں کسی قسم کا تغیر نہ ہو۔ قتادہ و ضحاک و عطاء نے کہا کہ بدبودار نہ ہو (ابن کثیر) الاٰسن من الماء الاٰجن۔ والاٰجن الماء المتغير الطعم واللون (قاموس) اسن الماء اذا تغير ريحه تغيرا منكرا (مفردات) اٰسن۔ مزہ و بوئے گردانیدن آب از بابِ نصر و ضرب (صراح) اهواءهم۔ الهوی ميل النفس الى الشهوة۔ ويقال ذلك للنفس المائلة الى الشهوة (مفردات) هواء۔ آنچه بخواہد نفس یاں یا بد (کنز) طعمه۔ طعم بالفتح مزہ (صراح)۔ لذّة۔ لذّت مصدر جو صفت کے معنی میں ہے یا مصدر بتقدیر مضاف ہے یعنی ذات لذّة۔ یا مؤنث لذّ بمعنی لذیذ (روح) قطع۔ پارہ پارہ کردن (صراح)

جسمیں بدبو نہیں۔ اور ایسے دودھ کی نہریں ہیں جسکا مزہ نہیں بدلا۔ اور ایسی شراب کی

نہریں ہیں جو پینے والوں کے لئے خوش ذائقہ ہے۔ اور صاف (خالص) شہد کی نہریں

(بھی) اور ان کے لئے وہاں ہر قسم کے میوے ہیں اور ان کے پروردگار کی طرف سے

معافی (بھی) (کیا یہ) اُن کے مثل ہیں جو ہمیشہ آگ میں رہنے والے ہیں اور انھیں کھولتا

پانی پلایا جائیگا کہ وہ انکی انتڑیوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیگا۔ یعنی کافر دوزخ میں جو طرح

طرح کے عذاب میں مبتلا رہیں گے وہ اس لئے کہ انہیں بھی اولاع واقسام کی راحتیں

نعمتیں منجملہ ان کے ایک برائی اسطرح بیان فرماتا ہے۔ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ حَتّٰى

اِذَا خَرَجُوْا مِنْ عِنْدِكَ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مَاذَا قَالَ اٰنِفًا اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ

عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ ۝ اور (اے نبی) انمیں سے بعض ایسے بھی ہیں جو تمھاری

طرف کان لگاتے ہیں۔ یہانتک کہ جب تمھارے پاس سے وہ باہر جاتے ہیں تو جنھیں علم

(بقیہ صفحہ گذشتہ) صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں دودھ پانی شہد اور شراب کے سمندر ہیں پھر اس سے نہریں پھوٹ کر نکلتی ہیں (ابن کثیر از امام احمد و ترمذی) صحیح بخاری میں ہے کہ جب تم اللہ تعالےٰ سے مانگو تو جنت الفردوس مانگا کرو اس لئے کہ وہ جنت میں اوسط اور سب جنتوں سے اعلےٰ و ارفع ہے اسی سے جنت کی نہریں نکلتی ہیں اور اسکے اوپر عرش رحمان ہے (ابن کثیر) ؎ (ابن کثیر) آنفًا۔ استانفت الشئ اخذت انفه ای مبدأه۔ ومنه انفا ای مبتدأ (مفردات) النًا۔ اسم فاعل غیر قیاسی ہے کیونکہ اسکا فعل ثلاثی نہیں آیا۔ زمخشری نے کہا انفًا اُس گھڑی کا نام ہے کہ جس میں تم ہو اُس سے پہلے گذری ہو (خفاجی) انفًا۔ اکنوں (صراح) ۱۲

دیا گیا ہو ان سے (ٹھٹے کے طور پر) کہتے ہیں کہ اس نے ابھی کیا کہا یہی لوگ ہیں جن کے دلوں

پر اللہ نے مہر کردی ہے اور انھوں نے اپنی نفسانی خواہشوں کی پیروی کی ہے یعنے منافق

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر ہوتے اور آپکے کلام کو سنتے جب وہاں سے

باہر نکلتے تو ان صحابہ سے جو عالم ہیں پوچھتے کہ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا کہا۔

کافروں کا یہ کہنا تمسخر کے طور پر تھا اس لئے انکی مذمت کرکے اہل حق کی اسطرح مدح فرماتا

ہے۔ وَالَّذِيْنَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَّاٰتٰىهُمْ تَقْوٰىهُمْ ۝ جن لوگوں نے ہدایت ۱۷

پائی انھیں اللہ نے زیادہ ہدایت دی اور انھیں انکی پرہیزگاری (کی توفیق) عنایت

کی یعنے جو لوگ ایمان لائے اللہ تعالے نے انھیں اور زیادہ ہدایت کی شرح صدر و نور

یقین عطا فرمایا۔ اور ان کے تقوے میں انکی مدد کی۔ اسپر بھی کافر آگاہ نہیں ہوتے

ہیں تو قیامت انھیں آگاہ کردیگی جسکی علامات ظاہر ہونے لگی ہیں جسطرح ارشاد ہے۔

فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً فَقَدْ جَآءَ اَشْرَاطُهَا فَاَنّٰى لَهُمْ اِذَا ۱۸

جَآءَتْهُمْ ذِكْرٰىهُمْ ۝ تو یہ لوگ قیامت ہی کے منتظر ہیں کہ ناگہاں ان پر آجائے پس

بیشک اسکی علامتیں آچکی ہیں۔ جب ان پر قیامت آجائیگی تو انکا نصیحت ماننا انھیں

ے (بیضاوی) ے رازی نے کہا کہ شاید یہ کو وہ مشرکین سے بعض لوگ ہوں جنکا بیان اوپر آیا ہے۔ یہ سورہ بھی

مکیہ ہے۔ ابن کثیر وغیرہ نے کہا کہ یہ منافقوں کا حال ہے ے (خازن) اشراطها۔ الشرط بتحتین العلامۃ

واشراط الساعۃ علاماتها (مختار) اشراطها۔ نشانہا و جمع شرط است بفتح راکتش ذکرٰہم۔ مبتدا فانی لہم خبر

کسطرح (مفید) ہوگا۔ ان کافروں کو تو محض قیامت کا انتظار ہے اور اسکی نشانیاں تو ظاہر ہیں جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مبعوث ہونا اور چاند کا شق ہونا۔ پھر جب قیامت آ پہنچیگی تو انھیں نصیحت حاصل کرنا کچھ بھی نفع نہ دیگا کیونکہ اسوقت ایمان لانا مفید نہیں ہے۔

جب دونوں گروہ مومن وکافر کا حال بیان فرمایا تو اب اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب فرماتا ہے۔

فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوَاكُمْ ﴿١٩﴾

پس (اے نبی) جان لو کہ بیشک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اپنے گناہ کے لئے اور مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کیلئے بخشش طلب کرو۔ اور اللہ تم لوگوں کے (دنیا میں) چلنے پھرنے اور تمھارے (عقبے کے) ٹھکانے کو جانتا ہے۔ اس آیت میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تین احوال کی طرف اشارہ ہے (۱) اللہ کے ساتھ جو حال ہے یعنے اسکی توحید (۲) آپکے نفس مبارک کے ساتھ جو حال ہے یعنے گناہوں سے طلب عصمت (۳) امت کے ساتھ جو حال ہے۔ ان کے گناہوں کی

لہ بیضاوی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کلمہ کی انگلی اور بیچ کی انگلی ملاکر اٹھائی اور فرمایا کہ میں قیامت کے ساتھ اسطرح بھیجا گیا ہوں یعنے میرے بعد قیامت ہے۔ (ابن کثیر از بخاری) متقلبکم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ متقلبکم یعنے تمھارے چلنے پھرنے کو دنیا میں۔ ومثواکم میں تمہاری ٹھکانے کو آخرت میں (ابن کثیر) سے بیضاوی سے روح شہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باوجود مغفور ہونیکے طلب مغفرت پر مامور ہوئے تاکہ استغفار سنت ہوجائے اور امتی آپکی پیروی کریں (معالم) سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ اے لوگو! تم لا الہ الا اللہ اور استغفار کو پڑھو

مغفرت دنیا میں اور قیامت میں آپکی شفاعت سے رستگاری بھی اسی حکم میں داخل ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگو تم اپنے پروردگار کی طرف رجوع کرو بیشک میں ایک دن میں ستر مرتبہ سے زیادہ توبہ و استغفار کرتا ہوں۔ پھر اپنے علم محیط کو بیان فرمایا کہ مسلمان

(بقیہ صفحہ گذشتہ) لازم کرلو اور بہت پڑھا کرو کیونکہ ابلیس نے کہا کہ میں نے لوگوں کو گناہوں سے برباد کیا اور انہوں نے مجھے لا الٰہ الا اللہ اور استغفار سے مار ڈالا۔ پھر جب میں نے یہ دیکھا تو انھیں انکی رائے اور خیالات میں تباہ کیا کیونکہ اب وہ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم ٹھیک راہ پر ہیں (ابن کثیر از ابو یعلےٰ) اس کے علاوہ استغفار کی فضیلت میں اور بہت سی حدیثیں ہیں۔ فاعلم انہ لا الٰہ الا اللہ الآیۃ۔ قرآن مجید میں جہاں ذکر توحید ہے صفات وافعال کے ساتھ ہے۔ لیکن یہاں ذاتِ مجرد کا ذکر ہے اور یہ مقتضی ہے کہ بندہ مقام توحید میں مستغرق ہو یعنے اضداد کی نفی کرے اور عین ذات کا اثبات چنانچہ لا الٰہ سے اضداد کی نفی ہے اور الا اللہ سے الوہیت کا اثبات۔ اور حکم استغفار میں اشارہ ہے کہ تحقیق توحید کے لئے فنا و وجودِ حادث شرط ہے تو اسکے باقی ہونے سے استغفار کرنا چاہیے کیونکہ وہی باعث حجاب ہے۔ واسطی رح نے کہا کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو فرمایا "اسلم" یعنے ہمہ تن مطیع ہو جاؤ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا۔ "فاعلم انہ لا الٰہ الا اللہ" ان دونوں میں اسقدر فرق ہے جسقدر کہ علم وعمل میں۔ اور علم صحبت ہے اور معرفت غلبہ حال اور غلبہ حال کے لئے حکم نہیں دیا جاتا ہے۔ بعض مشائخ رح نے کہا کہ پہلے حکم دیا "فاعلم اللہ الخ" یعنے اللہ تعالیٰ کی الوہیت کو یقین سے جان لے پھر اسکے بعد استغفار کا حکم دیا تو اس سے یہ اشارہ نکلتا ہے کہ کہیں نفس یہ نہ سمجھے کہ میں نے پہچان لیا حالانکہ حق عزوجل کی شانِ عظمت کو بطریق حقیقت خود اللہ تعالےٰ ہی پہچانتا ہے سوائے اسکے کوئی نہیں جانتا (عرائس) لے ہر کرا چو تو پیشوا باشد ؛ نا امید از خدا چرا باشد ؛ چون نشانِ شفاعت کبریٰ ؛ یافت بر نام نامیت طغرائے ؛ امتان باگناہ گار بہا ؛ بتو دارند امیدوار بہا ؛ سلہ (ابن کثیر از بخاری) ۱۲

طاعت و خشیت کی باریکیوں سے آگاہ ہوں اور خود کو عبودیت میں قصور وار سمجھکر ہمیشہ
مغفرت کے طالب رہیں۔ برخلاف منافقوں کے کہ وہ طرح طرح کے حیلے اور مکاریاں
کیا کرتے تھے جسطرح ارشاد ہے۔ وَيَقُولُ الَّذِينَ آمَنُوا لَوْلَا نُزِّلَتْ سُورَةٌ ۖ فَإِذَا أُنزِلَتْ
سُورَةٌ مُّحْكَمَةٌ وَذُكِرَ فِيهَا الْقِتَالُ ۙ رَأَيْتَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ يَنظُرُونَ إِلَيْكَ
نَظَرَ الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۖ فَأَوْلَىٰ لَهُمْ ۝ اور جو لوگ ایمان لائے ہیں وہ کہتے
ہیں کہ کوئی سورۃ (جسمیں جہاد کا حکم ہو) کیوں نہ نازل کیگئی۔ پھر جب کوئی واضح سورت
نازل کیجاتی ہے اور اسمیں لڑائی کا ذکر کیا جاتا ہے تو (اے نبی) تم اُن لوگوں کو جن کے دلوں پر
(نفاق کی) بیماری ہے دیکھتے ہو کہ وہ تمھاری طرف ایسی نظر سے دیکھتے ہیں کہ جیسے کسی پر
موت کی بیہوشی طاری ہو۔ پس انکی خرابی ہے۔ ان آیات میں ایماندار وںکی مدح اور
مریض القلب منافقوں کی مذمت ہے۔ ایماندار تو اس امر کی آرزو کیا کرتے ہیں کہ

محکمة۔ المحکم مالا یعرض فیه شبهة من حیث اللفظ ولا من حیث المعنی (مفردات) محکم۔
سخن ظاہر المعنی (کنز) فاولی۔ سبھوں نے اتفاق کیا کہ اس سے مراد تہدید و وعید ہے لیکن پھر صیغہ میں اختلاف
کیا اصمعی نے کہا کہ اولی فعل ماضی قارب کے معنے میں ہے اور اسکا فاعل ضمیر ہے جسکا مرجع معلوم ہے یعنے قارب
هلاکهم اور اکثر کہتے ہیں کہ وہ ولی کا اسم تفضیل ہے جو قرب کے معنے میں ہے ابو علی نے کہا وہ ویل کا اسم تفضیل ہے
اصل اَدْیَل تھا جس میں قلب ہے اسکا وزن افلع ہے (خفاجی) قرب کے معنی میں افعل التفضیل ہوگا تو اس
طرح ہے ای الشر اقرب الیك (تاج العروس) اور احتمال ہے کہ اولی مبتدا محذوف کی خبر ہو یعنی الموت اولی
لهم۔ اسلئے کہ ایسی زندگی سے جسمیں اللہ رسول کی اطاعت نہو موت بہتر ہے (کبیر) اھ (بیضاوی)۔

خداوند عالم کی جانب سے کوئی ایسا سورہ نازل ہو کہ جس میں جہاد کا حکم صادر ہو۔ اور
یہ منافق ہیں کہ ایسی باتوں سے انکی جان نکلتی ہے۔ پھر انھیں امتثال حکم الٰہی کے لئے برانگیختہ
فرماتا ہے۔ طَاعَةٌ وَّقَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ فَاِذَا عَزَمَ الْاَمْرُ فَلَوْ صَدَقُوا اللّٰهَ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ۲۱
فرماں برداری اور نیک بات (ان کے لئے بہتر ہے) پھر جب کام پکا ہو گیا تو اگر یہ لوگ اللہ سے
(اپنے ایمان و طاعت میں) سچے رہتے تو البتہ ان کے لئے بہتر تھا۔ یعنی جہاد کے وقت اگر
یہ لوگ ثابت قدم ہی اور سچی نیت سے اللہ کے واسطے لڑتے تو اسمیں انھیں کی بھلائی تھی منافقوں کو
نصیحت و فضیحت کرنے کے بعد ان کے اس قول کو رد کرتا ہے جو وہ کہتے تھے کہ جہاد میں بڑی
خرابیاں پیدا ہوتی ہیں جس طرح ارشاد ہے۔ فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ
وَتُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَكُمْ ۲۲ پس (اے منافقو) تم سے یہی توقع ہے کہ اگر تم (جہاد سے) منہ موڑو

عَسَیْتُمْ نافع کسر سین سے

طاعة۔ مبتدا ہے خبر حسن محذوف۔ یا خبر ہے۔ مبتدا امرنا محذوف ہے۔ واحدی نے کہا ہو سکتا ہے کہ طاعة اولیٰ لھم
کی خبر ہو (کبیر) عزم الامر۔ اللہ تعالے نے عزم کو امر کی جانب منسوب کیا حالانکہ امر صاحب امر کیلئے ہوتا ہے
اسمیں دو احتمال ہیں پہلا یہ کہ اسمیں حذف ہوا ہے تقدیر اسکی صاحب الامر ہے۔ دوسرا یہ کہ مجاز ہے جیسا کہ ہم کہتے ہیں
جاء الامر وولی (کبیر) ؁ (بیضاوی) ؁ (مدارک) ان تولیتم۔ اسمیں دو وجہ ہیں پہلی یہ کہ وہ ولایت
سے ماخوذ ہو تو اسوقت یہ معنی ہوں گے کہ اگر تم حاکم ہو گے تو تم زمین میں فساد کروگے دوسری یہ کہ تولّی سے ماخوذ ہے
جو بمعنی اعراض ہے اور یہی مقام کے مناسب ہے (کبیر) ان تفسدوا۔ خبر عسی ہے اور شرط جملہ معترضہ ہے درمیان
اسم و خبر کے۔ تقدیر عبارت یوں ہے فهل عسیتم ان تفسدوا فی الارض و تقطعوا ارحامکم ان تولیتم (جمل) ؁
خفاجی نے کہا کہ یہی ظاہر ہے اور جواب شرط محذوف ہے جیسا اسکا ماقبل دلالت کرتا ہے۔ ۱۲

تو (بھی) تم زمین میں فساد کروگے اور اپنی قرابتوں کو توڑ دوگے یعنی اس خیال سے جیساکہ تم کہتے ہو کہ ہمیں فساد و قطع رحمی کا اندیشہ ہے اگر جہاد کرنا چھوڑ دوگے تو پھر بھی تم سے وہی کام ہوگا کہ دنیا کی ذراسی چیز کیلئے لڑوگے اور فساد عظیم برپا کروگے چنانچہ عرب کی یہ عادت مشہور تھی قطع رحم گناہ کبیرہ ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے سب برائیوں کو عام طور سے اور قطع رحم کو خاص طور سے منع فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ نے تمام مخلوق کو پیدا کیا تو رحم کو

لہ بعضوں نے کہا کہ اگر تم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دین سے اعراض کروگے اور آن کے طریقے سے منہ موڑ دوگے تو وہی زمانۂ جاہلیت کے کام کروگے زمین میں فساد پھیلاؤگے قرابت توڑوگے لڑکیاں زندہ در گور کروگے (مدارک) لہ (ابن کثیر از بخاری) سہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بغاوت و قطع رحم سے بڑھکر کوئی ایسا گناہ نہیں کہ اسکی سزا دنیا میں جلدی سے ملجائے باوجودیکہ اس کے لئے آخرت میں عذاب کا ذخیرہ تیار کر رکھا ہے (ابن کثیر از امام احمد و ابوداؤد و ترمذی و ابن ماجہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کو اچھا معلوم ہو کہ اسکی عمر میں ترقی ہو اور رزق میں زیادتی ہو اسے چاہیئے کہ اپنے قرابت والوں سے عمدہ سلوک کرے (ابن کثیر از امام احمد) ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے چند قرابتدار ہیں کہ میں ان سے صلہ رحمی کرتا ہوں اور وہ لوگ قطع کرتے ہیں میں درگذر کرتا ہوں وہ ظلم کرتے ہیں۔ میں بھلائی کرتا ہوں وہ برائی کرتے ہیں کیا میں بھی ان کے ساتھ ایسا ہی کروں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں اگر تو ایسا کریگا تو تم سب متروک کر دئے جاؤگے بلکہ تجھے چاہیئے کہ انپر سخاوت کرے اور ان کے ساتھ سلوک کرے جبتک تو اس حالت پر رہیگا اللہ کی جانب سے تیرے ساتھ ایک معین و مددگار رہیگا (ابن کثیر از امام احمد) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو لوگ رحم کرنے والے ہیں رحمٰن انپر رحم فرماتا ہے تم زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کریگا (ابن کثیر از امام احمد و ابوداؤد و ترمذی) ۱۲-

فرمایا کہ جو کوئی تجھے ملایا میں اسے ملاؤنگا اور جو کوئی تجھے قطع کرے میں اسے قطع کرونگا۔ ناتا توڑنا اور زمین میں فساد کرنا یہ کافروں کی عادتیں ہیں۔ اور انھیں جو سزا دی وہ اسطرح بیان فرماتا ہے۔ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَاَعْمٰٓى اَبْصَارَهُمْ ۝ یہی لوگ ہیں جن پر خدا نے لعنت کی پھر انھیں (حق بات کے سننے سے) بہرا کر دیا اور انکی آنکھیں اندھی کر دی ہیں (کہ سیدھا راستہ نہیں سوجھتا) چونکہ انھوں نے گناہ کئے اس لئے اللہ تعالےٰ نے انھیں یہ سزا دی پھر فرماتا ہے کہ وہ ایسی سرکشی کیوں کرتے ہیں کیا وہ قرآن کے معانی میں غور نہیں کرتے جو انکی ہدایت کیلئے نازل ہوا ہے۔ اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ ارْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَى الشَّيْطٰنُ

فَاَصَمَّهُمْ۔ اصمام۔ کر کردن (کنز) ۱؎ (بیضاوی) ۲؎ (کبیر) اللہ تعالےٰ نے اصمہم فرمایا اَصَمَّ اٰذَانَهُمْ نہیں فرمایا اور اَعْمٰٓى اَبْصَارَهُمْ فرمایا اَعْمَاهُمْ نہیں فرمایا اسمیں ایک لطیف نکتہ ہے وہ یہ ہے کہ آنکھ خود آلۂ رؤیت ہے اگر اسپر کوئی آفت آجائے تو اس سے رویت مفقود ہو جاتی ہے برخلاف کان کے کہ اگر وہ کاٹا جائے یا اکھیڑ دیا جائے تو بھی بات سنائی دیتی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ بہرہ پن میں کان کو کچھ دخل نہیں اور آنکھ کو رویت میں دخل ہے۔ (کبیر) اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ۔ الآیہ۔ کیا وہ قرآن میں غور نہیں کرتے جو ان کیلئے بھیجا گیا ہے یا وہ ان تک پہونچا ہی نہیں جو ان کے دلوں پر پردے پڑے ہوئے ہیں" ایسی حالت میں ام متصلہ ہوگا۔ بعضوں نے کہا منقطعہ ہے (خفاجی) اَقْفَالُهَا۔ اقفال قفل کی جمع ہے اور مضاف اُس ضمیر کیطرف ہے جسکا مرجع قلوب ہے۔ اس سے خاص قفل مراد ہیں یعنے قفل کفر و عناد جو بند ہوں تو پھر کھلتے نہیں (نیشاپوری) ارْتَدُّوْا۔ الارتداد الرجوع (مختار) یہاں مراد یہ ہے کہ منافق جو بظاہر اظہار اسلام کرتے تھے وہ بہ راہِ کفر پلٹ گئے۔ بعض مفسرین نے کہا کہ یہاں یہود و نصاریٰ سے مراد ہے کہ وہ توراۃ و انجیل پر تو ایمان لاچکے لیکن قرآن شریف اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لاکر مرتد ہوتے ہیں کیونکہ توراۃ و انجیل میں ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی

سَوَّلَ لَهُمْ وَاَمْلٰى لَهُمْ ۝ پس کیا یہ قرآن میں غور نہیں کرتے یا دلوں پر ان کے (لائق)
قفل ہیں بیشک جو لوگ اپنی راہ راست ظاہر ہونے کے بعد اپنی پیٹھ پر الٹے پھر گئے شیطان
نے ان کے لئے انکی بری باتوں کو زینت دیدی اور انھیں (انکی سرکشی میں) ڈھیل دی (یا)
ہے۔ ذکر کفار کے بعد منافقوں کا حال بیان فرماتا ہے کہ بعد ہدایت وہ شیطان کے داؤ میں
آگئے اور اسکا سبب یہ ہے کہ منافق ظاہر میں تو مسلمان ہیں اور باطن میں کافروں اور یہودیوں
کی موافقت کرتے ہیں جسطرح ارشاد ہے۔ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ كَرِهُوْا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ
سَنُطِيْعُكُمْ فِيْ بَعْضِ الْاَمْرِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِسْرَارَهُمْ ۝ یہ اس سبب سے ہے کہ ان لوگوں سے
جنھوں نے اللہ کی نازل کی ہوئی چیز کو ناپسند کیا یہ کہتے ہیں کہ ہم بعضے کاموں میں تمھاری
اطاعت کریں گے اور اللہ انکی پوشیدہ بات کہنے کو بھی جانتا ہے یعنے منافقوں نے درپردہ
یہود سے کہا کہ بعض امور میں ہم تمھارا کہا مانتے ہیں چنانچہ اسکا بیان ایک دوسری جگہ قرآن
شریف میں فرماتا ہے۔ لَئِنْ اُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَلَا نُطِيْعُ فِيْكُمْ اَحَدًا اَبَدًا وَّاِنْ قُوْتِلْتُمْ
لَنَنْصُرَنَّكُمْ۔ منافق اہل کتاب سے کہتے ہیں کہ اگر تم نکالے جاؤ گے تو ہم بھی تمھارے ساتھ نکلجائینگے
اور تمھارے بارہ میں کسیکا کہا نہ مانیں گے اور اگر تم سے لڑائی ہوئی تو ہم تمھاری ضرور مدد کریں گے

أُمْلِيَ ابوعمرو بصیغہ مجہول۔

اَسْرَارَهُمْ نافع۔ مکی۔ ابوعمرو۔ ابن عامر۔ شعبہ بہ فتح ہمزہ۔

سوّل۔ التسویل تزیین النفس لما عرص علیه وتصویر القبیح منه بصورة الحسن (مفردات) تسویل
آراستن کاری (صراح) أملی۔ املی له فی غیّه اطال له (مختار) املاء روزگار دراز گذاشتن (صراح) له (کبیر)
ذٰلك۔ بعض مفسروں نے کہا کہ ذٰلك کا مشار الیه املاء ہے اور بعضوں نے کہا کہ تسویل ہے (کبیر) اسرارهم۔ اسررت
الی فلان حدیثا افضیت الیه فی خفیة (مفردات) اسرار پنہان کردن (کنز) ۔

اللہ تعالیٰ نے اس بات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ظاہر کر کے منافقوں کو دنیا ہی میں رسوا ذلیل کر دیا اب انکی موت کا حال بیان فرماتا ہے۔ فَكَيْفَ إِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُونَ وُجُوهَهُمْ وَأَدْبَارَهُمْ ۝ ذٰلِكَ بِأَنَّهُمُ اتَّبَعُوا مَآ أَسْخَطَ اللّٰهَ وَكَرِهُوا رِضْوَانَهُ فَأَحْبَطَ أَعْمَالَهُمْ ۝ پھر (انکا حال) کیسا ہوگا کہ جب فرشتے ان کے موہنوں پر اور پیٹھوں پر مارتے ہوئے انکی روح قبض کریں گے۔ یہ اس سبب سے کہ انہوں نے اس چیز کی پیروی کی جو اللہ کو غضبناک کر دیا اور اسکی رضامندی کو انھوں نے ناپسند کیا تو اللہ نے ان کے عمل ضائع کر دیئے یعنی دنیوی چند روزہ زندگی اور تھوڑے سے ذلیل مال و اسباب کے لئے یہ منافق طرح طرح کے حیلے کرتے ہیں۔ جب ملائکہ عذاب اگر سختی کے ساتھ روح قبض کریں گے اور ضرب زدوکوب ہوگی تو اسوقت یہ کیا حیلہ کریں گے۔ اور چونکہ انھوں نے خدا کی مرضی کے خلاف کیا اس لئے ان کے عمل بھی بیکار کر دیئے گئے۔ حبط عمل کے علاوہ ان منافقوں کی سرزنش بھی فرماتا ہے۔ أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ أَن لَّن يُخْرِجَ اللّٰهُ أَضْغَانَهُمْ

ذالك۔ اسکا مشار الیہ توفی موصوف ہے (بیضاوی) ضرب وجہ ادبار کے بعد اس کے ذکر کرنے میں ایک لطیف اشارہ ہے کہ انسان جب کسی چیز کی پیروی کرتا ہے تو اسکی طرف متوجہ ہوتا ہے اس لئے فرمایا کہ ان کے موہنوں کو ماریں گے کیونکہ اس نے اللہ کے خلاف میں اسطرف رخ کیا تھا۔ اور جب کسی چیز کو بری سمجھتا ہے تو اس سے پیٹھ پھیر لیتا ہے اسواسطے فرمایا کہ انکی پیٹھوں کو ماریں گے کیونکہ اس نے اللہ کی رضامندی سے پیٹھ پھیری تھی (کبیر) ما اسخطہ۔ اسخط اغضبہ (مختار) اسخاط بخشم آوردن (صراح) ما اسخط سے کفر و تکذیب رسول مراد ہے۔ اور رضوان سے ایمان و تصدیق رسول (کبیر) لہ (ابن کثیر) اضغانهم الضغن الحقد الشدید جمعہا ضغان (مفردات) ضغان۔ کینہا و عداوتہا (کنز)۔

کیاان لوگوں نے جن کے دلوں میں (نفاق کی) بیماری ہے سمجھ لیا ہے کہ اللہ انکے دلی کینوں کو کبھی ظاہر نہیں فرمائیگا بلکہ انھیں ظاہر فرمادیگا جس سے عقلمند پہچان لیں گے کہ یہ منافق اور یہ مخلص ہے۔ اور اگر ہم چاہیں تو منافقوں کے علامات بتادیں گے جن سے تم انھیں پہچان لوگے جیسا ارشاد ہے۔ وَلَوْ نَشَآءُ لَاَرَيْنٰكَهُمْ فَلَعَرَفْتَهُمْ بِسِيْمٰهُمْ ۭ وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِيْ لَحْنِ الْقَوْلِ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اَعْمَالَكُمْ ۝ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجٰهِدِيْنَ مِنْكُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ ۙ وَنَبْلُوَا۟ اَخْبَارَكُمْ ۝ (اے نبی) اور اگر ہم چاہیں تو بیشک تمھیں ان لوگوں کو دکھادیں کہ یقیناً تم انھیں انکی علامتوں سے پہچان لیں۔ اور تم انھیں (ان کے) طرز گفتگو سے ضرور پہچان لوگے۔ اور اللہ تمھاری عمل جانتا ہے۔ اور ضرور ہم تمھیں آزماتے ہیں تاکہ تم میں سے جہاد کرنیوالوں کو اور صبر کرنیوالوں کو معلوم کرلیں۔ اور ہم تمھاری خبروں کی (بھی) تحقیق کرتے ہیں۔ اس آیت کے نزول کے بعد کوئی منافق

وَلَيَبْلُوَنَّكُمْ يَعْلَمُ وَيَبْلُوَ شعبہ بصیغہ غائب

---

[1] چنانچہ سورہ برات میں منافقوں کی خوب فضیحت ہوئی ہے۔ اوران کے نفاق پر جو افعال دال تھے بتلادیئے گئے۔ اسی لئے اس سورہ کا نام فاضحہ ہے (ابن کثیر) لبسیمٰہم۔ السومة بالضم والسيمة والسيماء والسيميا بكسرهن العلامة (قاموس) سیما بالمد والقصر نشان وعلامت (منتخب) لحن القول۔ ای فی فحواه ومعناه وكان اللحن فی العربية العدول عما يتكلم معنىً وعن الصواب ايضًا (صراح) لحن مقصود از سخن (کنز) حتی نعلم یعنے اس علم کا ظہور عالم شہادت میں ہووے کیونکہ اللہ تعالےٰ نے علم غیب سے سب جان لیا ہے (کبیر) نبلوا اخبارکم منافقوں کا یہ خبر دینا کہ ہم ایماندار ہیں اور مسلمانوں کو چاہتے ہیں آیا انکا کہنا سچ ہے یا جھوٹ ہے ہم اسے جانچتے ہیں (بیضاوی)

[2] بروایت انس رضی اللہ عنہ (نیشاپوری) ولا تصل علی احد منهم سے یہ بات قطعی طور پر ثابت ہوتی ہے کہ آپ کو منافقوں کا علم تھا۔ جب تو آپ ان کے موتی کی نماز ادا نہیں فرماتے تھے۔ اور انکی قبر پر تشریف فرما نہیں ہوتے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مخفی رہا۔ چنانچہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
خطبہ پڑھا۔ اور بعد حمد وثنا کے فرمایا کہ اے لوگو تم میں بعضے منافق ہیں تو میں جسکا نام لوں وہ اٹھ جائے
پھر فرمایا کہ اے فلانے کھڑا ہو۔ اے فلانے کھڑا ہو۔ یہانتک کہ آپنے چھتیس آدمیوں کے نام لئے
پھر فرمایا کہ تم میں سے یا تمھارے درمیان میں بعضے منافق ہیں۔ تو تم اللہ تعالےٰ سے ڈرو الخ ۱؎
توبیخ منافقوں کے بعد کافروں یا یہودیوں کو زجر فرماتا ہے جسطرح ارشاد ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ
کَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَشَآقُّوا الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُمُ الْهُدٰی لَنْ یَّضُرُّوا
اللّٰہَ شَیْئًا وَسَیُحْبِطُ اَعْمَالَهُمْ ۝ بیشک جن لوگوں نے کفر کیا اور اللہ کی راہ سے روکا اور
انپر راہ حق ظاہر ہو جانے کے بعد انہوں نے رسول کی مخالفت کی وہ ہرگز اللہ کا کچھ نقصان
نہ کر سکینگے۔ اور اللہ ان کے عملوں کو ضائع کردیگا۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جھگڑا
بعینہٖ اللہ تعالےٰ سے ہی۔ کیونکہ انکا بھیجنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ اسی لئے کسی طرح ضرر نہیں پہنچا سکتے
بلکہ انھیں کے عمل اکارت ہو جائیں گے۔ یا یہ کہ انکا کوئی مکر نہیں چل سکیگا۔ اب مسلمانوں کو

آیت ۳۲

(بقیہ صفحہ گذشتہ) سورہ برارت میں لا تعلمہم اللہ یعلمہم جو ہے وہ پہلے تھا بعد میں اللہ تعالےٰ نے آپکو ایک ایسا فوق کا
علم عطا فرمایا۔ صاحب عرائس فرماتے ہیں کہ آپکے قلب مبارک کو اللہ تعالےٰ نے لباس انوار غیب پہنایا۔ جس سے آپکو بواطن
غیوب عباد و ضمائر قلوب نظر آتے تھے۔ اس لئے آپنے فرمایا علمت ما کان وما سیکون۔ اسیطرح مرشد اپنے مرید کا
حال جانتا ہے جیسطرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اتقوا فراسة المؤمن فانه ینظر بنور الله۔ ۱؎ امام
احمد از ابو مسعود عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ (ابن کثیر) شاقوا۔ الشقاق المخالفة (مفردات) مشاقة
مخالفت کردن و دشمنی نمودن (کشف)۔

ڈراتا ہے کہ شرک سے بچو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی سے بھی اعمال حبط ہو جاتے ہیں اسکا بھی خیال رکھو اسی لئے اپنی اور اپنے رسول کی اطاعت کی اسطرح تاکید فرماتا ہے جسطرح ارشاد ہے۔ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَکُمْ۔ اے ایماندارو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے عملوں کو اکارت نہ کرو۔ ریا اور کسی پر احسان جتلانا یہ بھی مبطل عمل ہیں۔ ان سب سے مسلمان کو اجتناب چاہیے لیکن یہ اسی عمل کو باطل کرتے ہیں جس میں ریا و احسان جتلانا ہو اور اگر یہ توبہ کر بھی جائیں تو بخشش و شفاعت کی امید ہے برخلاف شرک و بے ادبی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمیں سب عمل باطل ہوتے ہیں اور جو بے توبہ مر گیا تو اسکی بخشش بھی نہیں ہوتی جسطرح ارشاد ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ثُمَّ مَاتُوْا وَھُمْ کُفَّارٌ فَلَنْ یَّغْفِرَ اللّٰہُ لَھُمْ۝ بیشک جن لوگوں نے کفر کیا اور اللہ کی راہ سے روکا پھر مر گئے اور وہ کافر ہی رہے تو اللہ انھیں ہرگز نہ بخشیگا۔ جب کافروں کے عمل بیکار اور انکے گناہ غیر مغفور تو انکی دنیا و آخرت میں کچھ حرمت نہیں۔ پھر ان سے لڑائی میں پیچھے ہٹنا مطیع خدا و رسول کو ہرگز نہ چاہیے جسطرح ارشاد ہے۔ فَلَا تَھِنُوْا وَتَدْعُوْٓا اِلَی السَّلْمِ ۖ وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ ۖ

الی السلم شعبہ حمزہ کسر سین سے

لہ چنانچہ سورہ حجرات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آواز پر آواز بلند کرنے سے منع فرما کے آخر میں فرمایا کہ اس سے تمھارے عمل ضایع ہو جائیں گے۔ فلا تھنوا۔ الوھن ضعف من حیث الخلق او الخلق (مفردات) وھن سستی و سست شدن و کردن از باب ضرب (صراح) و تدعوا۔ نہی پر معطوف ہے (خفاجی)

وَاللّٰهُ مَعَكُمْ وَلَنْ يَّتِرَكُمْ اَعْمَالَكُمْ۔ پس (مسلمانو) سستی نہ کرو اور (کافروں کو) صلح
کی طرف نہ بلاؤ۔ اور تم ہی غالب رہو گے اور اللہ تمھارے ساتھ ہے اور وہ ہرگز تمھارے
عمل ضایع نہ کریگا اگر لڑائی میں کفار سے خوف ہو تو اللہ تعالی کو اپنے ہمراہ سمجھو وہی تمھیں
مدد دیگا۔ اور اپنی مددگاری سے تمھارے عمل میں کچھہ کمی نہ فرمائیگا بلکہ تمھیں تمھارے
پورے اعمال کا ثواب عنایت فرمائیگا۔ اب رہا دنیا کے خیال سے آخرت کی طلب
چھوڑ دینا یہ نہایت ہی بری بات ہے اسلیے دنیا کی اسطرح تحقیر فرماتا ہے۔ اِنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ع ۱۱ ۳۶
لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا يُؤْتِكُمْ اُجُوْرَكُمْ وَلَا يَسْـَٔلْكُمْ اَمْوَالَكُمْ ۝ اِنْ يَّسْـَٔلْكُمُوْهَا
فَيُحْفِكُمْ تَبْخَلُوْا وَيُخْرِجْ اَضْغَانَكُمْ ۝ دنیا کی زندگی تو محض کھیل اور تماشا ہے اور اگر تم ایمان ۳۷
لاؤ گے اور پرہیزگاری کرو گے تو وہ تمھیں تمھارے (پورے) اجر عطا فرمائیگا۔ اور
وہ تمھارے (کل) مال تم سے نہیں مانگتا ہے۔ اگر وہ تم سے مال مانگے پھر تنگ کرے تو تم

لن یترکم۔ وترہ مالہ نقصہ ایاہ (قاموس) ترۃ کم کردن از حق کسے از باب ضرب (صراح) اور ترہ کا اطلاق
اسوقت کیا جاتا ہے جبکہ تو اس کے متعلقین میں سے اسکے قرابت دار اور اس کے دوستوں کو قتل کرکے اسے اکیلا
چھوڑ دیا خود ہے وتر سے (جو معنی میں فرد کے ہے) یعنے اسکا عمل ضایع کرنے اور اسکے اکیلا چھوڑنے کو وتر سے تشبیہ
دیگئی ہے (بیضاوی) مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالی تمھارے عمل اکارت کرکے تمھیں اکیلا چھوڑیگا۔ لعب۔ لعب فلان
اذا کان فعلہ غیر قاصد بہ مقصدا صحیحا یلعب لعبا (مفردات) لعب ولعب بازی (صراح)
لھو۔ ما یشتغل الانسان عما یعنیہ ویھمہ (مفردات) لہو۔ چیزیکہ از عمل خیر باز دارد (منتخب) لعب
سے ہوکہ جسمیں انسان مشغول ہووے اور اسکا اسوقت ضرور ہے اور نہ آئندہ ...

بخل کروگے اور تمھارے دل کینے ظاہر فرمائیگا دنیا کے نفع وضرر کا خیال تو بالکل لغو ہے وہ تو بچوں کا کھیل ہے کہ ایک لڑکا ٹھولیاں پتے وغیرہ لیکے بیٹھتا ہے۔ دوسرا ٹھیکریاں چنے وغیرہ لاکر خریدتا ہے۔ شام ہوتے ہی مشتری مبیع کو لیئے خرید کی ہوئی شئے کو پھینکدیتا ہے اور بائع ثمن کو یعنی ٹھیکریاں یا چنے وغیرہ کو ڈالدیتا ہے۔ آخر میں دونوں کے ہاتھ خالی کے خالی رہ جاتے ہیں۔ اس سے بدتر حال دنیا داروں کا ہے کہ مرتے وقت سب چھوڑ جاتے ہیں لیکن انپر حساب، وعذاب باقی رہتا ہے۔ جسطرح دنیا دار لڑکوں پر ہنستے ہیں اسیطرح اللہ والے انپر ہنستے ہیں۔ آدمی کو چاہیئے کہ اس دنیا میں کچھ خیر خیرات کرے جو وہاں کام آئے۔ اللہ تو تم سے تمھارا کل مال طلب نہیں کرتا بلکہ صرف زکوٰۃ وعشر لیا جاتا ہے وہ بھی اس لئے کہ تم سے مال کی محبت کم ہو اور فقرا، وغیرہ کے کام میں آئے۔ اگر وہ سب مال تم سے طلب کرتا تو تم بخالت کرتے اور تمھارا کھوٹاپن پوری طور سے ظاہر ہوجاتا کیونکہ مال کی محبت آدمی کے دلمیں سمائی ہوئی ہے۔ اب جو مال سے زیادہ اللہ ورسول کو

(بقیہ صفحہ گذشتہ) اور اسے اپنے ضروری کاموں سے باز نہ رکھے۔ اور جو باز رکھے تو وہ لہو ہے (کبیر) فیحفکم۔ لحفہا لسؤال الخ۔ (اساس) الاحفاء الالحاح فی المطالبۃ (مفردات) احفا بالکسر در سوال مبالغہ کردن (منتخب) لہ اسمیں اسبات کی طرف اشارہ ہے کہ جمع جب مضاف ہوتی ہے تو عموم کا فائدہ دیتی ہے مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالے تم سے تمھارا کل مال نہیں لیتا جیسا کہ کافروں سے لیا جاتا ہے۔ اور اللہ کے قول یوتکم اجورکم ولا یسئلکم اموالکم میں جو حسن وخوبی ہے ظاہر ہے کہ سوال تو تھوڑے مال (یعنی ربع عشر) کا ہے اور ثواب پورا پورا دیا جائیگا (خفاجی) [illegible]

جائیگا تو وہی شخص زکوٰۃ دیگا خیرات کریگا۔ اور جو بخیل بنا رہا تو خود ہی نے اپنے آپ کو ہلاکی میں ڈالا اسطرح ارشاد ہے۔ هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ۚ فَمِنْكُمْ مَّنْ یَّبْخَلُ ۚ وَمَنْ یَّبْخَلْ فَاِنَّمَا یَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ وَاللّٰهُ الْغَنِیُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ ۚ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا یَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَیْرَكُمْ ۙ ثُمَّ لَا یَكُوْنُوْۤا اَمْثَالَكُمْ ۳۸ ع آگاہ ہو جاؤ کہ تم وہ لوگ ہو کہ تمھیں اللہ کی راہ میں خرچ کرنیکے لئے بلایا جاتا ہے۔ تو تم میں سے کوئی ایسا ہے کہ بخیلی کرتا ہے۔ اور جو بخیلی کرتا ہے تو وہ خود اپنے ہی سے بخیلی کرتا ہے۔ اور اللہ (تو) بے پروا ہے اور تم (اسکے) محتاج ہو۔ اور اگر تم روگردانی کروگے تو وہ تمھارے سوا دوسری قوم کو (تمھاری) بدلہ میں لائیگا پھر وہ تمھاری جیسے نہوں گے یعنی تمھیں جو خیرات کرنیکا حکم دیا جاتا ہے تاکہ تمھارا سچاپن ظاہر ہو کہ تم مال سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو دوست رکھتے ہو۔ اور جو سونا چاندی سے محبت ہو تو اس مال کا وبال اسکی جان پر پڑیگا۔ اللہ کو مال کی کوئی ضرورت نہیں وہ تو بے پرواہ ہے۔ بلکہ تم ہی اسکے محتاج ہو کہ اسی نے سب کچھ تمھیں عنایت فرمایا۔ اگر تم اسکا کہنا نہ مانوگے تو وہ تم سے بہتر پیدا کریگا۔ وہ وصف وجنس میں تمھارے جیسے نہوں گے۔

هٰٓؤُلَآءِ ۔ اسمیں دو وجہ ہیں پہلی وجہ یہ ہے کہ ھؤلاء موصولہ ہے معنی میں الذین کے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ ھؤلاء انتم کی خبر ہوا اور تدعون جملہ مستانفہ ہے (کبیر) وان تتولوا۔ وان تومنوا پر معطوف ہے (بیضاوی) لے جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس آیت وان تتولوا الخ کو پڑھا تو لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ کون لوگ ہیں کہ اگر ہم روگردانی کریں تو ہمارے بدلہ میں لائے جائیں گے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے سلمان فارسی کے کندھے پر ہاتھ مار کر فرمایا کہ یہ اور اسکی قوم ہے۔ اگر ثریا کے پاس دین ہوگا تو فارسیوں میں چند ایسے لوگ ہوں گے جو اسے حاصل کرلائیں (ابن کثیر از ابن ابی حاتم) الحمد للہ کہ سورۂ قتال ختم ہوا